27 رمضان المبارک

بندگی کے تین درجات، عبادت، عبدیت اور عبودیت

مرتّب: صاجبزادہ محمد حسین آزاد   معاونت: مصباح کبیر

لیلۃ القدر کے موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ. (الذاریات، ۵۱:۵۶)

معزز سامعین و ناظرین اللہ رب العزت کا شکر ہے جس کی توفیق سے ہم ماہ رمضان المبارک کی 27 ویں شب میں جو کثیر روایات کے مطابق لیلۃ القدر تصور ہوتی ہے اس مبارک رات میں جمع ہیں۔ اللہ رب العزت ہمارے اس اجتماع اور عاجزانہ حاضری کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آج کی گفتگو ہم عبادت کے موضوع پر کررہے ہیں۔ ابتداءً اختصار کے ساتھ یہ سمجھ لیں کہ بندگی کے تین درجات ہیں۔

اللہ رب العزت نے جس طرح اپنی شان کو الوہیت اور ربوبیت کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہ شان کبھی بھی اس کی ذات سے جدا نہیں ہوئی۔ وہ ہر حال میں الہ معبود اور رب ہے۔ کوئی اسے مانے یا نہ مانے۔ کوئی اس کی عبادت کرے یا نہ کرے۔ کوئی بتوں اور مظاہر فطرت کی پوجا کرتا پھرے مگر اس سے اس کی ربوبیت اور الوہیت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔

یہ شان اس کی دائمی ہے اور اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ اسی طرح بندہ عبدیت کی شان کے ساتھ مزین کیا گیا ہے۔ وہ اس کا حق ادا کرے یا نہ کرے بہر حال وہ بندہ ہی ہے وہ خدا نہیں بن سکتا۔ وہ اختیار اور اقتدار کو جتنا بھی اپنے ہاتھ میں مرکوز کرنے کی کوشش کرے اور ہوائے نفس اور دنیا کا جتنا بھی پجاری بن جائے پھر بھی وہ بندہ ہونے کے دائرے سے خارج نہیں ہوتا تو جس طرح اللہ رب العزت کی شان الوہیت ہے اس طرح بندہ کا حال عبدیت ہے۔ اس بندگی کے تین درجے ہیں۔ عبادت، عبدیت اور عبودیت۔ عبادت کا جو پہلا درجہ ہے اس کے تصور کو بیان کیا جاتا ہے۔

عبدیت اور عبودیت اسی عبادت کی Extention، High level اور Upgradation ہے۔

اللہ رب العزت نے انسانی تخلیق کا مقصد یہ بیان کیا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ. (الذاریات، ۵۱:۵۶)

’’اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی اختیار کریں‘‘۔ (عرفان القرآن)

اللہ رب العزت نے تمام انبیاء و رسل عظام کو وحی فرمائی اور سب سے بڑا اور بنیادی پیغام تمام انسانیت تک پہنچانے کے لئے یہی دیا کہ وہ اللہ رب العزت کی عبادت کریں جیسے سورۃ الانبیاء میں فرمایا گیا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ. (الانبیاء، ۲۱:۲۵)

’’اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم اس کی طرف یہی وحی کرتے ہیں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم میری (ہی) عبادت کرو‘‘۔ (عرفان القرآن)

قرآن حکیم میں سورۃ النساء میں مثال دیتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ. (النساء، ۴:۱۷۲)

’’مسیح (علیہ السلام) اس (بات) سے ہرگز عار نہیں رکھتا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ ہی مقرب فرشتوں کو (اس سے) کوئی عار ہے‘‘۔ (عرفان القرآن)

اس آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کو بتادیا کہ تم کس طرح اللہ کی عبادت سے منحرف ہوتے ہو حالانکہ حضرت مسیح ابن مریم علیھما السلام نے بھی اس بات سے انکار نہیں کیا اور روگردانی نہیں کی کہ وہ اللہ کا عبد اور بندہ ہو کیونکہ وہ بھی اللہ کے بندے تھے۔ اسی طرح آسمانی کائنات میں بھی کوئی اللہ کا بندہ ہونے اور اللہ کی عبادت کرنے کا انکاری نہیں ہے۔

اسی آیت کریمہ میں آگے سب انسانوں کے لئے ارشاد فرمایا گیا:

وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا. (النساء، ۴:۱۷۲)

’’اور جو کوئی اس کی بندگی سے عار محسوس کرے اور تکبر کرے تو وہ ایسے تمام لوگوں کو عنقریب اپنے پاس جمع فرمائے گا‘‘۔ (عرفان القرآن)

قرآن کی ان مذکورہ آیات میں اس تصور کو اجاگر کیا گیا ہے کہ تمام انبیاء اور رسل انسانیت کی طرف یہ پیغام لے کر آئے کہ لوگ اللہ کی عبادت کریں۔ یہ ایک بنیادی بات تھی اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی عبادت ہے کیا؟ جس کے بعد اس کے مراتب عبادت، عبدیت اور عبودیت کی طرف آئیں گے مگر پہلے اس پہلو کو لیتے ہیں

کہ عبادت کیا ہے؟ اختصار کے ساتھ یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ عبادت ہرگز ہرگز کسی فعل مخصوص اور کسی مقرر یا معین عمل کا نام نہیں ہے اور نہ ہی کسی ہئیت کذائیہ کے ساتھ خاص ہے اور نہ ہی کسی فعل اور عمل کو انجام دینا ہے۔ عبادت ایک بہت وسیع تصور ہے جو احاطہ کرتی ہے بندے کے تعلق کا جو اللہ کے ساتھ ہے۔ عبادت ہر اس عمل کو کہتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے۔ جس سے اسے محبت اور پیار ہے اور جس سے وہ راضی ہوتا ہے۔ اور ہر وہ عمل ترک کردینا اور چھوڑ دینا جس سے اس نے منع کیا ہے جو اسے ناپسند ہے یا جس سے اللہ رب العزت ناراض ہوتا ہے۔

قرآن و حدیث اور اسلام کی تعلیمات اس پر صریح ہیں اور شاہد و عادل ہیں کہ یہ عمل اللہ کو پسند ہے اور یہ ناپسند ہے ۔ دور جدید کی اصطلاح میں خواہ وہ عمل مذہبی ہو، خواہ سماجی ہو یعنی خاندانی اور عائلی زندگی کا معاملہ ہو، خواہ مسجد میں انجام دیئے جانے والے اعمال سے متعلق ہو، خواہ لوگوں سے معاملات سے متعلق ہو خواہ وہ اللہ کی کسی بھی مخلوق سے متعلق ہو۔ الغرض ہر فعل جو اللہ کی رضا کا باعث ہے اسے سر انجام دینا اور ہر وہ فعل جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے اسے اللہ کی ناراضگی کی خاطر چھوڑ دینا اس عمل اور طرز عمل کو عبادت کہتے ہیں۔ عبادت محض روزے اور نماز کا نام نہیں ہے کیونکہ نماز اور روزہ عبادت ہے مگر نماز روزہ ہی عبادت نہیں ہے۔ اسی طرح حج و زکوۃ کی ادائیگی عبادت ہے مگر محض حج و زکوۃ کی ادائیگی ہی عبادت نہیں ہے۔

اسی طرح اس کا اطلاق آپ دیگر جملہ شرعی اعمال اور اوامر و نواہی پر کرلیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم اور آئمہ کے نزدیک عبادت وہ فعل ہے جس کی بنیاد اور اساس اللہ کی محبت اور اس کی رضا طلبی ہے اور اس کی ناراضگی سے بچنا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا طلب کرنے کی خاطر یہ عمل کیوں کیا جائے اور ناراضگی سے کیوں بچا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بندہ اللہ سے محبت کرتا ہے سو جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کی رضا کا طلبگار ہوتا ہے اور جس شخص کو اپنے جس محبوب سے محبت ہوتی ہے تو وہ اس کی ناراضگی سے ہمیشہ بچتا ہے۔ عبادت بندے اور اللہ کا وہ تعلق ہے جس تعلق کے تحت وہ اس کی رضا جوئی کرتا ہے اور اس کی ناراضگی سے بچتا ہے اور اس عمل کا محرک اللہ کے ساتھ محبت ہوتی ہے اور ہر اس شخص سے محبت کرنا جس سے اللہ کو محبت ہے اور وہ اللہ کا محبوب ہے اس بندے سے محبت کرنا بھی عبادت ہوگئی۔ ہر وہ کام جو اللہ کو محبوب ہے اس کی انجام دہی بھی عبادت ہوگئی۔ ہر وہ بات جو اللہ چاہتا ہے کہی جائے وہ عبادت ہے۔ ہر وہ ذوق جو اللہ چاہتا ہے اپنایا جائے وہ عبادت ہے۔ ہر وہ شوق جو اللہ چاہتا ہے چھوڑ دیا جائے وہ عبادت ہے۔ گویا تصور عبادت بڑا وسیع ہے۔

اپنی جہالت، بے خبری اور لاعلمی کی دیواریں ہم نے کھڑی کر رکھی ہیں۔ جب عبادت کا تصور اتنا وسیع ہوگیا تو پھر پوری زندگی کے ہر قسم کے مذہبی کام بھی اسی میں آگئے اور تمام Secular acts بھی اسی میں

آ گئے، روحانیت (Spiritualism) بھی اسی میں آ گئی اور انسانیت (Humanism) بھی اسی میں آ گئی۔ اس طرح عبادت کا تصور ایک ہمہ گیر، آفاقی اور کائناتی تصور ہے۔ عبادت کے تصور کو مزید سمجھانے کے لئے میں یوں کہوں گا کہ گویا عبادت کی چار اقسام ہیں۔

۱۔ عبادت قلبی ۲۔ عبادت لسانی ۳۔ عبادت بدنی ۴۔ عبادت مالی

عبادت کی یہ چاروں اقسام اپنے اندر اوامر اور واجبات بھی رکھتی ہیں۔ نواہی اور محرمات بھی رکھتی ہیں۔ اس میں مستحبات بھی ہیں اور مکروہات اور مباحات بھی ہیں۔ یہ پانچوں درجے عبادت کی ہر قسم میں پائے جاتے ہیں۔ کوئی عبادت کسی بھی ضمن میں واجب کے درجے میں ہوگی تو کوئی سنت کے درجے میں ہوگی اور کوئی فعل حرام ہوگا جس کو ترک کرنا عبادت ہوگا۔ کوئی فعل مکروہ ہوگا اس کو چھوڑ دینا عبادت ہوگا۔ کوئی فعل مباح ہوگا اس کی انجام دہی عبادت ہوگی یعنی کبھی ترک کر دینا عبادت ہے اور کبھی انجام دینا عبادت ہے۔

اب اختصار سے مذکورہ چار اقسام کی قدرے تفصیل کی طرف آتے ہیں۔ قلبی عبادت کیا ہے؟ قلبی عبادت میں سب سے پہلے صدق اور اخلاص ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. (البينة، ۹۸:۵)

''حالانکہ انہیں فقط وہی حکم دیا گیا تھا کہ صرف اسی کے لئے اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے اللہ کی عبادت کریں''۔ (عرفان القرآن)

لہذا عبادت اس وقت تک عبادت نہیں ہوگی جب تک وہ مبنی بر اخلاص نہ ہو۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا گیا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ. (التوبہ، ۹:۱۱۹)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہل صدق (کی معیت) میں شامل رہو''۔ (عرفان القرآن)

صدق کے بغیر تقویٰ نصیب نہیں اور تقویٰ کے بغیر عبادت نہیں۔ اسی طرح اخلاص کے بغیر دین میسر نہیں۔ اب آپ کے ذہن میں سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ صدق اور اخلاص میں کیا فرق ہے؟ اگر دقت فہم کے ساتھ سمجھنا چاہیں تو صدق اور اخلاص میں ایک باریک فرق ہے اور وہ یہ کہ اگر مطلوب ایک ہو تو اسے اخلاص کہتے ہیں اور اگر طلب ایک ہو اور اسی طلب میں کوئی اور شریک نہ ہو تو اس کو صدق کہتے ہیں۔

(جاری ہے)